Forman Journal of Humanities
VOL. 1, ISSUE.2 (DEC 2023)

An Exploratory Study of the Recitations of Qurra Asharah Mutawatirah

Nisar Ahmed
Assistant Professor, FCCU

تمہید:

یہ ایک حقیقت ہےکہدس مشہور قراءتوں:(امام نافع المدنی،امام عبداللہ بن کثیر المکّی،امام ابوعمر و البصری،امامعبد اللہ بن عامر الشامی، امام عاصم الکوفی ، امام حمزہ الکوفی ، امام کسائی الکوفی،امام ابوجعفر یزید المدنی ،امام یعقوب الحضرمی، امام خلف بن ہشام الکوفی) کے بارے میں علمائے کرام کے درمیان اختلاف رائے پایاجاتاہے۔ علمائےاہل سنت میں سے بعض کی یہ رائے ہے کہ تمام قراءتیں پیغمبر ِاسلام صلّیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سے بطور تواتر منقول ہیں۔

بعض علماء اس قول کو ان کا مشہور قول قرار دیتے ہیں۔ علامہالسبکیسے تو یہ قول منقول ہے کہ دس قراءات متواتر ہیں۔ [1] بعض علمائےاہلِ سنت تو حد سے بڑھ گئے اور اپنے ظنِ غالب میں یہ کہا کہ جو یہ کہے کہ ان سات قراءتوں میں تواتر لازم نہیں اس کا یہ قول کفر ہے، اور یہ قول مفتی اعظم اندلس: "ابو سعید فرج ابن لب" سے منسوب ہے۔۔[2]

اہلِ تشیع کےمشہور فرقہ:امامیہ کے نزدیک یہ قراءتیں متواتر نہیں ہیں بلکہ بعض قراءتیں تو قاری کے ذاتی اجتہاد کا نتیجہ ہیں اور بعض قراءتیں خبر واحد [3]کے ذریعے منقول ہیں۔ اس قول کو اہلِ سنت کے بعض علماء نے بھی اختیار کیا ہے اور دورنہیں کہ یہ قول ان میں بھی مشہور ہو۔ ہمارے نزدیک یہی قول (قراءات کا متواتر نہ ہونا)صحیح ہے۔اس مطلب کی تحقیق سے قبل دو چیزوں کا ذکر ضروری ہے:

اوّل: امتِ مسلمہ کے تمام مکاتب فکر کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآن ِمجید صرف توا تر [4]کے ذریعے ہی ثابت ہوسکتا ہے۔ اس پر بہت سے علمائےاہلِ سنت اور اہلِ تشیع نے یوں استدلال کیا ہے:قرآنِ پاک ایسی کتاب ہے جس کے نقل کئے جانے کے عوامل و اسباب زیادہ ہیں،اس لیے کہ یہ دینِ اسلام کی اساس و بنیادکی حیثیت رکھتا ہے۔ مسلمانوں کے نبی کی رسالت پرالٰہی معجزہ ہے اور ہر وہ بات جس کے نقل کیے جانے کے عوامل و اسباب زیادہ ہوں اس کو لازمی طور پر متوا تر ہونا چاہیے۔ اس قاعدہ کے تحت جو کلام بھی خبر واحد کے ذریعے نقل کیا جائے گا وہ ہرگز قرآن نہیں ہوسکتا۔البتہ علامہ جلال الدین السیوطی المتوفی: ۹۱۱ ہجری یوں لکھتےہیں:

قاضی ابوبکرعلیہ رحمہ نے "الانتصار"میں لکھتے ہیں:"فقہاء او رمتکلمین کی ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ اگر کوئی آیت، خبر واحد، جس کا درجہ خبر مستفیض سے نیچے ہوتا ہے کے ذریعے نقل کی جائے تو اس پر قرآنِ مجید

---

[1]۔ محمد عبد العظیم الزرقانی،مناھل العرفان فی علوم القرآن (بیروت: دار الکتاب العربی، 1995ء)، 1: 433۔

[2]۔ الزرقانی،مناہل العرفان ، 1: 428۔

[3]۔ خبرِ واحد وہ خبر ہے جس کو نقل کرنے والوں کی تعداد اتنی زیادہ نہ ہو کہ اس سے یقین حاصل ہوسکے۔

[4]۔ خبرِ متواتر وہ خبر ہے جسےنقل کرنے والوں کی اتنی کثرت ہو کہ اس خبر کی صداقت کا یقین ہو جائے۔

کا حکم تو جاری ہوگا لیکن اس کا قرآن ہونا یقینی نہیں ہے مگرحقیقت تو یہ ہےکہ اہلِ حق نے یہ قول پسند کرکے اسے ماننے سے انکار کردیا ہے"۔[5]

یہ قول جسے قاضی ابوبکر رحمۃ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا گیا ہے صاف ظاہر ہے اور اس کی وجہ بھی گزر چکی ہے۔یعنی نقلِ قرآن کے عوامل و اسباب وافر مقدار میں ہونے کے باوجود صرف ایک یا دو آدمیوں کے ذریعے نقل ہونا اس خبر کے کذب کی قطعی دلیل ہے۔ چنانچہ اگر ایک یا دو آدمی کسی سربراہِ مملکت کے شہر میں آنے کی خبر دیں اور ایسے آدمی کی آمد عام حالات میں لوگوں سے پوشیدہ نہ رہ سکتی ہو تو ایسی خبر کے جھوٹا ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہوگا جبکہ اسے دو ہی آدمی نقل کریں۔ جب اس خبر کا جھوٹا ہونا ثابت ہو تو پھر وہ انتظامات کےسے کئے جائیں گے جو ایک سربراہِ مملکت کی کسی ملک میں آمد کے موقع پر کئے جاتے ہیں۔پس خبرِ واحد کے ذریعے قرآنِ مجید کا نقل کیا جانا اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ منقول، کلامِ الٰہی نہیں ہے اور جب اس کا کذب مسلم ہو تو پھر اس میں موجود احکام پر عمل کیسے ممکن ہے؟۔

بہر حال مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآنِ مجید اور اس کے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت خبر متوا تر ہی کے ذریعے مل سکتا ہے۔ نیز اس بیان سے یہ حقیقت بھی عیاں ہوگئی کہ توا ترِقرآن اور عدمِ تواترِ قراءت میں کوئی ملازمہ نہیں پایا جاتا کیو نکہ توا ترِ قرآن کا لازمی ہونے کے دلائل سے کبھی تواتر قراءت ثابت نہیں ہوتا اور نہ تواترِقراءت کی نفی سے توا تر قرآن پر کوئی زد پڑسکتی ہے۔

ثانی:عدمِتواترِقراءات ثابت کرنے کا بہترین طریقہ خود قاریوں کو پہچاننا اوررایوں اور روایت کے طریقے کو سمجھنا ہے۔مشہور قراءِ کرام سات ہیں۔ ان کے ساتھ تین دیگر قراءِ کرام ہیں۔ مجموعی طور پر دس قراء بن جاتے ہیں تین قاریوں کا ذکر ان سات کے بعد کیا جائے گا ان شاءاللہ تعالیٰ، اب آپ کے سامنے ایک ایک قاری کے حالات زندگی بیان کئے جاتے ہیں۔

1۔ امام نافع المدنی:

اس کااصل نام نافع بن عبد الرحمن ابی نعیم ہے۔ امام ابن الجزری کہتے ہیں:"نافع، سات مشہور قاریوں او علماء میں سے ایک ہے۔ یہ باوثوق اور نیک آدمی ہے۔ یہ اصل میں اصفہان کا ہے"۔اس نے اہلِ مدینہ کے تابعین کی ایک جماعت سے قراءت سیکھی اور انہیں کو تصدیق کے لیے سنائی۔سعید بن منصور نے کہا کہ میں نے مالک بن انس کو یہ کہتے سنا ہے:"اہلِ مدینہ کی قراءت، سنت اور روشِ پیغمبرؐ ہے۔ اس بارے میں حضرت مالک بن انس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا:کیا قراءتِ اہلِ مدینہ سے مراد، نافع کی قراءت ہے؟ اس نے جواب دیا:ہاں"۔

حضرت عبد اللہ بن احمد حنبل کہتے ہیں:"میں نے اپنے والد سے پوچھا:آپ کون سی قراءت زیادہ پسند کرتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا: اہلِ مدینہ کی قراءت میں نے کہا: اگر یہ قراءت میسر نہ ہو تو ؟ انہوں نے جواب دیا: امام عاصم کی قراءت کو۔،امام نافع المدنی نے ۱٦۹ہجری میں وفات پائی۔[6] ابو طالب نے امام احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے:"لوگ قرآنِ مجید نافع سے سیکھتے تھے لیکن نقل حدیث میں اس کی کوئی حیثیت نہیں تھی"۔دوری نے ابن معین سے نقل کیا ہے:"نافع قابلِ اعتماد آدمی تھا"۔امام نسائی لکھتے ہیں:"نافع میں کوئی عیب نہیں تھا"۔ابن حیان نے بھی نافع کو قابلِ اعتماد افراد میں شمار کیا ہے۔ساجی کا کہنا ہے:"نافع راست گو آدمی ہے۔ لیکن احمد اوریحیی کی رائے اس کے بارے میں مختلف ہے۔ احمد کہتا ہے: اس کی

[5]۔ جلال الدین ،السیوطی، الاتقان فی علوم القرآن (مدینہ منورہ:مجمع الملک فہد، 1426ھ)، 1: 243۔

[6]۔ ابن السلار الشافعي ،طبقات القراء السبعة ، ج 1،ص:330 ۔

حیثیت قابل قبول نہیں اوریحیی کا کہنا ہے:یہ قابل اعتماد ہے۔[7] امام نافع کی قراءت دو راویوں "قانون" اور "وَرش"نے بلا واسطہ نقل کی ہے۔

سیدناقالون: اس کا نام عیسیٰ اور کنیت ابو موسیٰ ہے اور اس کے والد کا نام میناء ابن وردان ہے اور یہ قبیلہ زہرہ کا آزاد کردہ ہے۔

منقول ہے کہ یہ نافع کا پروردہ تھا۔ قراءت میں اس کی ہوشیاری او زیرکی کی وجہ سے نافع نے اس کا نام "قالون" رکھا کیونکہ رومی لغت میں قالون کا معنی "عمدہ" ہے۔عبد اللہ بن علی کہتے ہیں:"اسے قانون کالقب اس لیے دیا گیا کہ وہ اصل میں رومی تھا اور اس کا پر دادا رومیوں کا غلام تھا"۔اس نے قراءت امام نافع المدنی سے حاصل کی اور تصدیق کے لیے اسی کو سنائی۔ابن ابی حاتم کہتے ہیں:"اسے قانون کا لقب اس لیے دیا گیا کہ وہ اصل میں رومی تھا اور اس کا پردادا رومیوں کا غلام تھا"۔اس نے قراءت امام نافع سے سیکھی اور تصدیق کے لیے اسی کو سنائی۔ابن ابی حاتم کہتے ہیں:

"قالون گونگا تھا اور وہ لبوں کے اشاروں سے قرآن پڑھتا اور ہونٹوں کے اشارے سے ہی لوگوں کو قراءت کی اغلاط کی طرف متوجہ کرتا تھا"۔یہ ۱۲۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۲۰ھ میں وفات پاگئے۔[8]ابن حجر کہتے ہیں:"قالون قراءت میں قابلِ اعتماد اور باوثوق ہےلیکن حدیث کے اعتبار سے اس کی احادیث کسی حد تک قابل درج ہیں"۔احمد بن صالح مصری سے قالون کی حدیثوں کے بارے میں پوچھا گیا تو وہ مسکرائے اور کہنے لگے:"کیا ہر کس و ناکس کی حدیث لکھی جاتی ہے۔[9]

سیدناورش: اس کا نام عثمان اور اس کے والد کا نام سعید ہے۔ابن الجزری کا کہنا ہے:"میرے دور میں تعلیمِ قراءت کی ریاست کا منصب مصر میں ورش کے حوالے کردیا گیا۔ قراءت میں اس کا اپنانظریہ ہے جس میں اس نے امام نافع سے اختلاف کیا ہے۔ قراءت میں یہ قابلِ اعتماد ہے اور اس کی باتیں حجت و مدرک کی حیثیت رکھتی ہیں"یہ ۱۱۰ھ میں مصر میں پیدا ہوئے اور ۱۹۷ھ میں وہیں انتقال کرگئے۔[10]

2۔ امام عبداللہ بن کثیر المکی:

اس کا نام :عبد اللہ بن کثیر بن عمر وبن عبد اللہ بن زاذان بن فیروزان بن ہرمز تھا۔ یہ مکّہ کا رہنے والا، قبیلہ دار سے تعلق رکھتا تھا۔ کتاب الیتسیر کے مطابق اس نے قراءت عبد اللہ بن سائب سے سیکھی اور اسی کے سامنے تصدیق کے لیے پیش کی۔ چنانچہ حافظ ابو عمرو الدانی وغیرہ اسی نظریے کو قطعی اور یقینی سمجھتے ہیں۔حافظ (ابوالعلاء الھمدانی) کے نزدیک یہ قول ضعیف ہے اور اس کا کہنا ہے:"یہ قول ہمارے نزدیک مشہور نہیں ہے"۔امام ابن کثیرمکی نے اپنی قراءت کو "سیدنامجاہد، سیدناجبیر اور ابنِ عباس کے غلام :"درباس"کے سامنے بھی تصدیق کے لیے پیش کیا۔ابن کثیر ۴۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۰ ہجری میں وفات پاگئے نوراللہ مرقدہ فی الدنیا والآ خرۃ۔[11]

علامہ علی بن مدینی لکھتےہیں:

"ابنِ کثیر ثقہ تھے"۔ ابن سعد کا کہنا ہے:"یہ موثق آدمی ہیں"۔ ابو عمرو دانی کہتا ہے: "اس نے قراءت عبد اللہ بن سائب مخزومی ؓسے سیکھی"لیکن مشہور یہی ہے کہ اس نے قراءت مجاہدؒ سے سیکھی۔[12]امام عبد اللہ بن کثیر ؒکے بھی دُو رواى ہیں جنھوں نے کئی واسطوں سے اس کی قراءت نقل کی ہے، یہ بزی اور قنبل ہیں۔ سیدنا بزی: اس کا نام احمد بن محمد بن عبداللہ بن قاسم بن نافع بن ابی بزہ (بشار) ہے۔ یہ سائب بن ابی سائب مخزومی ؓکے ہاتھ پر ایمان لایاتھا۔

---

[7]۔ العسقلاني ،تہذیب التہذیب،ج 10،ص:407 ۔

[8]۔ ابن السلار الشافعي ،طبقات القراء السبعة ، ج1،ص:615 ۔

[9]۔العسقلانی،لسان المیزان، ج4،ص:408 ۔

[10]۔ ابن السلار الشافعي ،طبقات القراء السبعة ، ج 1،ص:502 ۔

[11]۔ابن السلار الشافعي ،طبقات القراء السبعة ، ج 1،ص: 443-445۔

[12]۔ العسقلانی،تہذیب التہذیب، ج 5،ص: 37۔

امام ابن جزری لکھتےہیں:
"یہ استاد اورمحقق تھے اور ان کا حافظہ مضبوط تھا"یہ ۱۷۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۵۰ھ میں انتقال کرگئے۔[13]بزی نے قراءت، حضرت ابوالحسن احمد بن محمد علقمہ جو قواس کے نام سے مشہور تھا، ابو اخریط وہب بن واضح مکّی، ابو القاسم عکرمہ بن سلیمان بن کثیر بن عامر مکّی اور عبد اللہ بن زیاد بن عبد اللہ بن یسار مکّی سے سیکھی۔[14] عقیلی لکھتےہیں:"وہ (بزی)ناقابل اعتماد تھا"۔ابو حاتم کہتا ہے: "بزی نقلِ حدیث میں ضعیف ہے اور اس سے روایات نقل نہیں کرتا"۔[15]یہ ایک حقیقت ہےکہ دوسرے راویوں کی طرح ان کے بارے میں بھی اختلاف ہے جو بزی سے حدیث بیان کرتے ہیں۔قنبل: اس کا نام محمد بن عبدالرحمن بن خالد بن محمد تھا۔ اس کی کنیت ابو عمروتھی اور یہ قبیلہ بنو مخزوم سے تعلق رکھتا تھا۔
یہ اسی قبیلے کا آزاد کردہ غلام اور مکّہ کا رہنے والا تھا۔اس نے قراءت احمد بن محمد بن عون نبال سے سیکھی۔ احمد بن محمد بن عون نبال نے قنبل کو مکّہ مکرمہ میں اپنی جگہ تعینات کیا اور قراءت کی ذمہ داری اسے سوپنی۔ قنبل نے بزی سے بھی قراءت نقل کی ہے۔آخر کار حجاز میں تعلیمِ قراءت کی ریاست اس کو نصیب ہوئی۔ مکّہ مکرمہ میں پولیس کے محکمے سے بھی منسلک رہا اور ۹۵ھ میں پیدا ہوا اور ۲۹۱ھ میں وفات پاگئے۔[16]

3۔ امام ابو عمرو البصری:

اس کانام زبان بن علا بن عمار مازنی اور یہ بصرہ کامشہورقاری اور رہنے والا تھا۔ حجاج بن یوسف کے خوف سے اپنا علاقہ ترک کرکے اپنے والد کے ہمراہ حجاز آئے اور مکّہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں اس نے قراءت حاصل کی۔ کوفہ اور بصرہ میں بھی اس نے بہت سے استادوں سے قراءت سیکھی۔ سات مشہور قاریوں میں سے کسی کے بھی اتنے استاد نہ تھے۔پانچ سو سال تک اہلِ شام ابن عامر کی قراءت پر عمل کرتے رہے اور بعد میں اس کی قراءت ترک کردی کیونکہ اہلِ عراق میں سے ایک شخص مسجد اموی میں ابو عمرو کی قراءت کے مطابق قراءت کی تعلیم دیا کرتا تھا اورا س کے درس میں لوگ جمع ہوتے تھے۔ اس کے بعد شام میں ابو عمرو البصری کی قراءت مشہور ہوگئی۔اصعمی کا کہنا ہے کہ اس نے اپنے والدابو عمرو کو یہ کہتے سنا ہے:"میں نے اپنے سے پہلے کسی کو عالم نہیں پایا"۔امام ابوعمروالبصری ٦٨ھ میں پیدا ہوئے اوربہت سے لوگ اس بات کے قائل ہیں: ۱۵٤ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔[17]
سیدنا دُوری نے ابنِ معین سے نقل کرتے ہیں:"امام ابوعمروالبصری ؒموثق اور قابل اعتماد انسان اوراعلیٰ پائے کے قاری تھے"۔
ابو خیثمہ کہتے ہیں:"ابو عمرو بن علاء او رکوئی اعتراض تو نہیں تھا لیکن وہ حافظ حدیث نہ تھے"۔نصر بن علی جهضمی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ شعبہ نے ان سے کہا:"ابو عمرو البصری کی قراءت میں دقت اورغور کرو، وہ جس قراءت پر بھی عمل کرے اسے نوٹ کرو کیونکہ وہ مستقبلِ قریب میں قراءت کا استاد بننے والا ہے"۔ابو معاویہ الازہری تہذیب میں نقل کرتے ہیں:"ابوعمرو قراءت کی اقسام ، الفاظ عرب، عمدہ و نایاب کلام عرب

---

[13]۔ ابن السلار الشافعي ،طبقات القراء السبعة ، ج 1،ص :119۔
[14]۔ شمس الدين ابو الخير محمد بن محمد ،بن الجزري، النشر فی القراءات العشر(بيروت: المطبعة التجارية الكبرى ،1380ھ)، ج 1،ص:120۔
[15]۔ ابو الفضل احمد بن علي بن حجر العسقلاني ، لسان الميزان(بيروت: مؤسسة الاعلمي للمطبوعات،1390ھ)، ج 1،ص: 283۔
[16]۔ ابن السلار الشافعي ،طبقات القراء السبعة ، ج 1،ص: 205۔
[17]۔ ابن السلار الشافعي ،طبقات القراء السبعة ، ج 1،ص: 288-292۔

اور فصیح اشعار عرب سے،سب سے زیادہ آشنا تھے"۔[18]۔ابوعمرو کی قراءت دُو راویوں نے یحیی بن مبارک کے واسطے سے نقل کی ہے۔ یہ دُو راوی "دوری" اور "سوسی" ہیں۔یحیی بن مبارک: ان کے بارے میں امام ابن الجزری کہتے ہیں:"یہ نحوی قاری، ثقہ اور جلیل القدر عالم تھے"۔

یہ بغداد میں داخل ہوئے اور یزیدی کے نام سے شہرت پائی کیوں کہ یہ خلیفہ مہدی عبّاسی کے ماموں یزید بن منصور حمیری سے زیادہ مانوس تھے اور اسی کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے اور اس کے بیٹوں کی تربیت کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی قراءت ابوعمرو البصری کے سامنے پیش کی اور ابوعمرو نےان کو تعلیمِ قراءت کے لیے اپنا جانشین مقرر کیا۔ انہوں نے ابوعمرو کے علاوہ امام حمزہ سے بھی قراءت حاصل کی، انہوں نے ابوعمرو، دوری اور ابو شعیب سوسی سے قراءت نقل کی ہے۔ یہ قراءت میں صاحبِ نظریہ تھے اور بعض مقامات پر بعض حروف میں ابوعمرو البصری سے اختلاف رکھتے تھے۔ابنِ مجاہدرحمہ اللہ کا کہنا ہے:"ابوعمرو کے باقی شاگرد یحیی سے بہتر ہیں لیکن اس کے باوجود قراءت میں اس پر اس لیے اعتماد کیا جاتا ہے کہ نقلِ قراءت کے علاوہ ان کا کوئی اور مشغلہ نہ تھا اور ابوعمرو کے شاگردوں میں سب سے زیادہ حافظہ اسی کا تھا"۔انہوں نے ۲۰۲ہجری میں ۷٤ سال کی عمر میں مرو میں وفات پائی۔ بعض کا کہنا ہے کہ مرتے وقت ان کی عمر نوے سال سے زیادہ سو سال کے لگ بھگ تھی۔[19] دوری: اس کا نام حفص بن عمرو بن عبدالعزیز دوری تھا۔ اس کا تعلق قبیلہ ازد سے تھا اور یہ بغداد کا رہنے والا تھا۔اس کے بارے میں ابن الجزری کا کہنا ہے:"یہ ایک قابلِ اعتماد اور جلیل القدر انسان تھے۔ تمام مطالب اور مسائل حفظ کرلیتے تھے، وہ سب سے پہلے انسان ہیں جس نے مختلف قراءتوں کو جمع کیا"۔موصوف ۲٤٦ ہجری میں دنیائے فانی سےکوچ کرگئے نوراللہ مرقدہ۔[20]دارقطنی لکھتے ہیں:"یہ ضعیف ہیں"۔ اور عقیلی کا کہنا ہے:"یہ قابلِ اعتماد ہیں"۔[21]

سیدناسوسی: اس کانام صالح اور کنیت ابو شعیب تھی۔ اس کے والد کا نام زیاد بن عبد اللہ ہے۔ اس کے بارے میں اما م ابن الجزری کا کہنا ہے:"سوسی مسائل حفظ کرتا اور لکھتا اور یہ باوثوق آدمی تھا"۔اس نے قراءت ابو محمد یزیدی سے سیکھی اور اسی کو تصدیق کے لیے سنائی اور یہ ابو محمد یزیدی کے اصحاب میں سے تھا۔ ۲٦۱ہجری کے آغاز میں اس نے ستر سال کی عمر میں وفات پائی۔[22] امام ابوحاتم کا کہنا ہے:"یہ راست گو انسان تھا"۔امام نسائی کا کہنا ہے:"یہ قابلِ اعتماد تھا"۔علامہ ابنِ حیان نے بھی اس کو قابل اعتماد قرار دیا ہے اور ابو عمرو دانی کا کہنا ہے:"نسائی نے قراءت سوسی سے نقل کی ہے۔ مسلم بن قاسم اندلسی نے بلا وجہ اور بغیر کسی دلیل کے اس کو ضعیف قرار دیا ہے"۔[23]

4۔ امام عبد اللہ بن عامر الشامی:

اس کا نام:عبد اللہ بن عامر الشامی الدمشقی۔ کنیت ابو عمران اور لقب یحصبی ہے۔ اس نے قرآنِ مجید مغیرہ بن ابی شہاب سے پڑھا۔ ہیثم بن عمران کا کہنا ہے کہ عبد اللہ بن عامرالدمشقی، ولید بن عبد الملک کے دور میں اہلِ مساجد کا رئیس ہوا کرتاتھا۔ ا س کے خیال میں اس کا تعلق قبیلہ حمیر سے تھا اور وہ اس کے نسب کو مخدوش سمجھتا تھا۔علامہ عجلی اورامام نسائی نے اسے ثقہ لکھا ہے ابوعمرو اور دانی لکھتے ہیں:حضرت بلال بن ابی الدرداء کے بعد

[18]۔ العسقلاني ،تہذیب التہذیب،ج 12،ص: 178-180۔
[19]۔ ابن السلار الشافعي ،طبقات القراء السبعة ، ج1،ص:375 -377۔
[20]۔ ابن السلار الشافعي ،طبقات القراء السبعة ،ج 1،ص: 255۔
[21]۔ العسقلاني ،تہذیب التہذیب،ج 2،ص:408 ۔
[22]۔ ابن السلار الشافعي ،طبقات القراء السبعة ، ج1،ص: 332۔
[23]۔ العسقلاني ،تہذیب التہذیب،ج 4،ص :392۔

عبد اللہ بن عامرشامی کو دمشق کی قضاوت کا عہدہ مل گیا تھا۔ اہلِ شام نے اسے قراءت اور اس کے اختیار میں اس کو اپنا امام بنالیا تھا۔[24]

امام ابن الجزری کہتے ہیں:" امام ابنِ عامرکی قراءت کی سند میں نو اقوال ہیں ان میں سے صحیح قول یہی ہے کہ اس نے حضرت مغیرہ کے پاس پڑھاتھا"۔بعض کا کہنا ہے:"یہ معلوم نہیں کہ ابنِ عامر نے قراءت کس سے پڑھی"۔حضرت عبد اللہ بن عامرالشامی ؒ ۸ھ میں میں پیدا ہوئے اور ۱۱۸ھ میں انہوں نے وفات پائی۔[25]

واضح رہےکہ امامعبد اللہ بن عامرالشامی ؒکےدُو معروف راوی ہیں،جنہوں نے کئی واسطوں سے اس کی قراءت سے روایت کی ہے اور یہ راوی سیدنا ہشام ؒ اورسیدنا ابنِ ذکوانؒ ہیں۔ہشام: اس کی کنیت ابن عمارہ اور یہ نصیر بن میسرہ کا فرزند ہے۔ اس نے ایوب بن تمیم سے قراءت سیکھی اور پھر اسے اس کے سامنے تصدیق کے لیے پیش کیا۔امام یحیی بن معین کا کہنا ہے:"یہ ثقہ ہے"۔ امام نسائی کا کہنا ہے: "اس پر اعتبار کرنے میں کوئی حرج نہیں" اور دار قطنی کا کہنا ہے:"یہ بڑا جلیل القدر اور راست گو اورراست بازانسان تھا"یہ ۱۵۳ھ میں پیدا ہوا اور ۲۴۵ھ میں اس کا انتقال ہوگیا۔[26]

آجری ؒ، امام ابی داؤد ؒسے نقل کرتے ہیں:"ابو ایوب(سلیمان بن عبد الرحمن) ہشام سے بہتر ہے کیونکہ ہشام نے چار سو احادیث نقل کیں جو کہ سب بے بنیاد ہیں"۔ابنِ وارۃ کا کہنا ہے:"میں نے ایک زمانے میں فیصلہ کرلیا تھا کہ ہشام کی روایتیں بیان نہیں کروں گا اس لیے کہ وہ حدیث فروش ہے"۔[27]

واضح رہے: اس بات میں اختلاف ہے کہ کن کن راویوں نے اس سے روایت نقل کی ہے، اس کے لیے"طبقات القراء" وغیرہ کی طرف رجوع کیا جائے۔باقی رہا ابنِ ذکوان: اس کا نام عبد اللہ بن احمد بن بشیر ہے۔ کبھی وہ بشیر بن ذکوان بھی کہلاتا ہے، اس نے ایوب بن تمیم سے قراءت سیکھی اور تصدیق کے لیے اسے اس کے سامنے پیش کیا۔ابو عمرو الحافظ نے کہا ہے:"کسائی جب شام آیا تو ابنِ ذکوان ؒنے اس سے قراءت سیکھی"۔ابنِ ذکوان ۱۷۳ھ میں روز عاشورہ میں پیدا ہوا اور ۲۴۲ ہجری میں اس کا انتقال ہوگیا۔

5۔ امام عاصم الکوفی:

اس کی کنیت، ابو بکر اور نام عاصم بن ابی النجود ہے۔ یہ قبیلہ بنی اسد کا آزاد کردہ اور کوفہ کا رہنے والا تھا۔ اس نے قراءت زربنِ جیش، ابی عبد الرحمن سلمی اور ابی عمر وشیبانی سے سیکھی اورانہی سے اس کی تصدیق کرائی۔ابوبکر بن عیاش نےکہاہے:"عاصم مجھ سے کہا کرتا تھا: مجھے عبد الرحمن سلمی کے سوا کسی او رنے قراءت کا ایک حرف بھی نہیں پڑھایا، میں عبد الرحمن سلمی سے قراءت پڑھتا تھا اور زر کے سامنے پیش کرکے اس سے تائید لیتا تھا"۔سیدناحفص لکھتےہیں:امام عاصم نقل کرتا ہے کہ میں تجھے قراءت کی جو تعلیم بھی دی ہے وہ میں نے عبد الرحمن سلمی سے سیکھی ہے اور اس نے یہ علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سیکھی ہے اور ابوبکر بن عیاش کو میں نے جو قراءت سکھائی ہے اس کا استفادہ زر بن جیش سے کیا ہے اور اس (زر بن جیش) نے حضرت عبداللہ بن مسعودرضی اللہ عنہ سے قراءت سیکھی ہے۔[28] حضرت ابن سعد نے فرمایاہے:"امام عاصم معتمد تو تھا مگر اپنے بیان میں غلطیاں زیادہ کرتا تھا"۔عجلی کا کہنا ہے:"وہ صاب ِسنت و قراءت تھا۔ وہ ثقہ اور قاریانِ قرآن کا

---

[24]۔ ابو الفضل احمد بن علي بن حجر ،العسقلاني، تہذیب التہذیب(الهند: مطبعة دا ئرة المعارف النظامیة،1326ھ)، ج 5،ص: 274۔

[25]۔ عبد الوهاب بن یوسف بن السلار، الشافعي ،طبقات القراء السبعة وذکر مناقبهم وقراءاتهم(بیروت:المکتبۃ العصریۃ،1423ھ)،1: 404۔

[26]۔ ابن السلار الشافعي ،طبقات القراء السبعة ، ج 1،ص: 354-356۔

[27]۔العسقلانی، تہذیب التہذیب، ج11،ص:52 -54۔

[28]۔ ابن السلار الشافعي ،طبقات القراء السبعة ، ج1،ص:348 ۔

پیشوا اور حضرت عثمانؓ کے حامیوں سے تھا"۔امام عاصم الکوفی رحمہ اللہ تعالیٰ قابلِ اعتماد آدمی تھا۔اورامام عاصم نے ۱۲۷ھ یا ۱۲۸ھ میں وفات پائی۔[29]

یادرہےکہ امام عاصم بن بہدلہ الکوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے زیادہ مشہور دُوشاگرد: حفص اور ابوبکر نے بلاواسطہ قراءت نقل کی ہے۔

سیدناحفص: اس کے والد کا نام سلیمان اور تعلق بنی اسد سے تھا، وہ عاصم کا پرورده تھا۔امام الذہبی کا کہنا ہے:"نقلِ حدیث میں اس کا کوئی حافظہ نہیں تھالیکن قراءت ِقرآن کے سلسلے میں یہ قابل اطمینان تھا اور یہ قراءت کو صحیح طرح حفظ کرلیتا تھا"۔سیدناحفص بذات ِ خود کہتاہے:"سورۃ الروم کے ایک حرف کے علاوہ قراءت میں کسی اور مقام پر میرا عاصم سے اختلام نہیں ہے اور وہ حرف سورۃ الروم کی آیت ۳: "اللہ الذی خلقکم من ضعف" میں "ض" ہے میں اسے پیش کے ساتھ پڑھتا تھا جبکہ عاصم اسے زبر کے ساتھ پڑھتا تھا"۔حفص کا سال پیدائش ۹۰ھ اور سال وفات ۱۸۰ھ ہے۔[30]

سیدناابوبکر:اس کا نام شیبہ اور یہ عباس بن سالم حناط کا بیٹا تھا۔ اس کا تعلق قبیلہ بنی اسد سے ہے اور یہ کوفہ کا رہنے والا تھا۔

اس کے بارے میں ابن جزری کا کہنا ہے:"اس نے تین مرتبہ اپنی قراءت تصدیق کے لیے عاصم کے سامنے پیش کی، اس کے علاوہ عطا بن سائب اور اسلم منقری کے سامنے بھی اپنی قراءت پیش کی۔

سیدناشیبہ نے طویل عمر پائی ۔ یہ قراءت اور احکام میں پیشوا اور عالم ِباعمل سمجھا جاتا تھا۔ کبھی تو وہ خود کہا کرتا تھا کہ میں نصف اسلام ہوں۔ وہ سنت کا پیشوا تھا۔ مرتے وقت جب اس کی ہمیشرہ رونے لگی تو اس سے کہنے لگا:تمہارے رونے کی کیا وجہ ہے۔ گھر کے اس کونے کی طرف دیکھو جہاں بیٹھ کر میں نے اٹھارہ ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا ہے"یہ ۹۵ہجری میں پیدا ہوئےا اور ۱۹۳ھ میں وفات پائی۔ ایک قول کے مطابق ۱۹۴ھ میں وفات پائی۔[31]

موصوف کےبارے میں عبد اللہ بن احمد اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں:"وہ قابلِ اعتماد تھا "۔عثمان دارمی ؒ اس کے بارے میں کہتے ہیں:"یہ حدیث کے سلسلے میں کوئی خاص قابلِ اعتماد نہیں"۔ابن ابی حاتم کہتے ہیں میں نے ابوبکر بن عیاش اور ابو الاحوص کے بارے میں اپنے والد سے سوال کیا تو انہوں نے کہا:"میں ان میں سے کسی کی تائید نہیں کرتا"۔ابن سعد لکھتے ہیں:" وہ سچا اور قابلِ اعتماد تھا۔[32]

6۔ امام حمزہ الکوفی:

یہ حبیب بن عمارۃ بن اسماعیل کا بیٹا اور اس کی کنیت ابو عمارۃ ہے اور یہ کوفہ کا رہنے والا اور قبیلہ بنی تمیم سے تعلق رکھتا تھا اس نے اپنے بچپن میں صحابہ کو درک کرلیا تھا اس نے سلمان بن اعمش اور حمران بن اعین سے قراءت حاصل کی تھی اور انہیں کو تصدیق کے لیے سنائی۔کتاب "الکفایۃ الکبریٰ و الیتسیر" میں مذکور ہے کہ اس نے مغیرہ بن مقسم،منصور ادرلیث بن ابی سلیم سے قراءت سیکھی۔صاحبِ کتاب"الیتسیر و المستنیر" لکھتے ہیں کہ اس نے قراءت میں امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سےسیکھی۔ ان کا کہنا ہے:"امام حمزہ کوفی نے شروع میں قراءت حمران سے سیکھی اور اعمش، ابو اسحاق اور ابن ابی لیلی کو تصدیق کے لئے سنائی اور عاصم و اعمش کے بعد علم القراءت میں امامت اور پیشوائی کا منصب اسی کے سپرد کیا گیا وہ اس فن کا امام، قابلِ وثوق اور بے نظیر آدمی تھا"۔ عبد اللہ عجلی کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ ؒ نے حمزہ ؒسے مخاطب ہو کر کہا:"

---

[29]۔ العسقلاني ،تہذیب التہذیب، ج 5،ص: 39۔
[30]۔ ابن السلار الشافعي ،طبقات القراء السبعة ، ج1،ص: 254۔
[31]۔ ابن السلار الشافعي ،طبقات القراء السبعة ،ج 1،ص: 325-327۔
[32]۔ العسقلاني ،تہذیب التہذیب، ج 12،ص :35-37۔

آپ کو دُو موضوعات " قرآن" اور " فرائض" ۔[33] میں ہم پر بالا دستی حاصل ہے ان میں ہم آپ کا مقابلہ نہیں کرسکتے"۔امام سفیان ثوری کا کہنا ہے:" قرآن" اور "فرائض" میں حمزہ کے ہم پایہ کوئی آدمی نہیں ہے"۔عبداللہ بن موسیٰ کہتے ہیں:"حمزة کا استاد اعمش جب بھی حمزہ کو دیکھتا تو کہتا:یہ عالمِ قرآن ہے"۔امام حمزہ الکوفی رحمہ اللہ تعالیٰ ۸۰ہجری میں پیدا ہوا اور ۱۵٦ ہجری میں اس کا انتقال ہوا۔[34]

امام ابنِ معین لکھتے ہیں:"حمزہ باوثوق اور قابلِ اعتماد ہے"۔امام نسائی کہتا ہے:"اس (حمزہ) میں کوئی حرج نہیں"۔عجلی کا کہنا ہے : "یہ قابل اعتماد اور نیک انسان تھا"۔ابنِ سعد کا کہنا ہے:"حمزہ نیک آدمی تھا، اس کے پاس بہت سی احادیث تھیں، یہ ایک سچا انسان تھا اور علم القراءت میں خاص روش کا مالک تھا"۔ساجی کہتا ہے:"حمزہ سچا انسان تھا لیکن اس کا حافظہ اچھا نہیں تھا، اس لیے اس کی حدیث میں کوئی پختگی نہیں ہے"۔بعض اہلِ حدیث نے قراءت میں بھی اس پر تنقید کی ہے۔

اس کے علاوہ ساجی کا کہنا ہے:"میں نے سلمۃ بن شبیب کو یہ کہتے ہوئے سنا: احمد بن حنبل اس شخص کی اقتداء کرنا پسند نہیں کرتے تھے جو حمزہ کی قراءت پر عمل کرتا ہو"۔آجری، احمد بن سنان سے نقل کرتے ہیں:" یزید بن ہاروں کو حمزہ کی قراءت سے سخت نفرت تھی"۔احمد بن سنان کہتے ہیں کہ میں نے ابنِ مہدی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے:"اگر مجھ میں قدرت ہوتی تو ان لوگوں کو زدو کوب کرتا جو حمزہ کی قراءت پر عمل کرتے ہیں"۔ابوبکر بن عیاش کہتے ہیں:"حمزہ کی قراءت میرے نزدیک بدعت ہے"۔ ابن دری کہتا ہے:"میں چاہتا ہوں کہ کوفہ سے حمزہ کی قراءت کامکمل خاتمہ ہو جائے"۔[35]

امام حمزہ الکوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دومشہور راوی ہیں جنہوں نے بالواسطہ اس سے قراءت نقل کی ہے اور یہ"خلف بن ہشام"اور "خلاد بن خالد" ہیں۔خلف: اس کی کنیت ابو محمد تھی اور اس کا تعلق بنی اسد سے تھا۔ اس کے والد کا نام ہشام بن ثعلب بزاز تھا، جو بغداد کا رہنے والا تھا۔ابن الجزری لکھتے ہیں:"خلف دس قاریوں میں سے ایک ہے۔ سلیم کے واسطے سے حمزہ کی قراءت روایت کرنے والوں میں سے یہ ایک ہے۔ اس نے دس سال کی عمر میں قرآن حفظ کرلیا تھا اور تیرہ سال کی عمر میں علم القراءت کی تحصیل میں مشغول ہوگیا اور وہ ثقہ، جلیل القدر، زاہد و عابد اور دانشمند انسان تھا"۔ابن اشتہ کا کہنا ہے:"خلف نے قراءت میں حمزہ کی روش اپنائی لیکن وہ ایک سو بیس مقامات پر حمزہ سے اختلاف رکھتا تھا"یہ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوا اور ۲۲۹ھ میں وفات پائی۔[36]

للکائی کا کہنا ہے:"عباس دوری سے جب اس داستان کے متعلق پوچھا گیا جو احمد بن جنبل نے خلف کےبارے میں نقل کی ہے تو عباس دوری نے جواب میں کہا: میں نے خود احمد بن حنبل سے یہ داستان نہیں سنی البتہ میرے دوسرے نقل کرتے ہیں کہ احمد بن حنبل کے پاس خلف کا نام لیا گیا تو امام احمد نے کہا: (واللہ) وہ ہمارے نزدیک قابلِ اعتماد ہے"۔نسائی کہتا ہے:"خلف بغدادی ہے اور قابلِ اعتماد آدمی ہے"۔خطیب بغدادیرحمۃ اللہ علیہنے اپنی تاریخ میں محمد بن حاتم کندیؒ سے نقل کرتے ہیں:"یحیی بن معین سے جب خلف کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا: "اسے اتنا بھی معلوم نہیں تھا کہ علم حدیث کیا چیز ہے"۔[37]

سیدناخلاد بن خالد:ابو عیسیٰ شیبانی کے نام سے مشہور ہے اور یہ کوفہ کا رہنے والا تھا۔ اس کے بارے میں ابن الجزری کا کہنا ہے: "خلاد، علم قراءت

---

[33]۔عبداللہ السلام،الحنفی، مسائل میراث (لاہور:اردوبازار)،ص:130۔
[34]۔ ابن السلار الشافعي ،طبقات القراء السبعة ، ج1،ص: 261۔
[35]۔ العسقلاني ،تہذیب التہذیب، ج 3،ص:27 ۔
[36]۔ ابن السلار الشافعي ،طبقات القراء السبعة ،ج 1،ص:272 ۔
[37]۔ العسقلاني ،تہذیب التہذیب،ج 3،ص:152 ۔

میں پیشوا اور قابلِ اطمینان آدمی ہے اور وہ اس علم کا دانشمند،محقق اور استاد ہے"۔اس نے قراءت سلیم سے سیکھی اور تصدیق کے لیے اسی کو سنائی۔ اپنے ساتھیوں میں اس کا حافظہ سب سے تیز تھا اور یہ سب سے زیادہ قابلِ قدر تھا۔ ۲۲۰ھ میں اس نے وفات پائی نوراللہ مرقدہ۔[38]

7۔ امام کسائی الکوفی:

اس کا نام علی اور یہ کسائی کے نام سے مشہو رتھا۔ اس کے والد کا نام حمزہ ابن عبداللہ بن بہمن بن فیروز ہے اور یہ قبیلہ بنی اسد سے تعلق رکھتا تھا۔ اسے بنی اسد نے آزاد کرایا تھا۔اس کے بارے میں ابن الجزری کا کہنا ہے:"یہ قراءت کا پیشوا ہے جسے "حمزہ زیارت"کے بعد کوفہ میں علم قراءت کی ریاست سونپی گئی۔ اس نے قراءت حمزہ سے سیکھی اور اسی سے اس کی تائیدلی۔ اس نے اپنی قراءت چار مرتبہ حمزہ کو سنائی۔ وہ قراءت میں صرف حمزہ پر اعتماد کرتا تھا"۔ابو عبید اپنی کتاب "القراءات" میں کہتا ہے: "قراءت میں کسائی کی روش مخصوص تھی اور حمزہ کی بعض قراءتیں اس نے قبول کیں اور بعض ترک کردیں"۔امام کسائی کی تاریخِ وفات میں اختلاف ہے۔ جو تاریخ وفات ہماری نظر میں صحیح ہے اوربعض مؤرخین نے بھی اسے لکھا ہے وہ ۱۸۹ھ ہے۔[39]

اس نے "حمزہ زیارت" سے بطور مذاکرہ اور محمد بن عبدالرحمن بن لیلی، عیسیٰ بن عمرو اعمش اور ابوبکر بن عیاش سے قراءت سیکھی اور انہیں سے حدیث کا درس حاصل کیا۔ ان کے علاوہ سلیمان بن ارقم، امام جعفررحمۃ اللہ علیہ، عزرمی اور ابن عیینہ سے بھی قراءت سیکھی۔ اس نے خلیفہ رشید اور پھر اس کے بیٹے امین کو قراءت کی تعلیم دی۔[40]"مرزبانی"، "ابن اعرابی" سے نقل کرتا ہے وہ ایک سچا آدمی، قاری قرآن، مضبوط و تیز حافظہ کا مالک اور عربی زبان کا ماہر تھا"۔[41]

امام کسائی کی قراءت کے دو بلا واسطہ راوی لیث بن خالد اور حفص بن عمر ہیں۔لیث: اس کی کنیت ابو الحارث تھی، والد کا نام خالد اور یہ بغداد کا رہنے والا تھا۔ اس کے بارے میں امام ابن الجزری کا کہنا ہے:"یہ ایک معروف، قابلِ اعتماد، استاد اور مضبوط حافظے والا انسان ہے اور یہ کسائی کے بڑے شاگردوں میں سے ہے"۔اس نے کسائی سے قراءت سیکھی۔ اس کی تاریخ وفات ۲٤۰ھ ہے۔[42] سیدنا حفص بن عمر دوری کے حالات، عاصم کے حالات کے ضمن میں بیان کیے جاچکے ہیں۔یہ وہ سات قاری تھے جن کی قراءتوں اور راویوں کے مفصل حالات کا یہاں ذکر کیا گیاہے۔قاسم بن فیرہ نے اپنے قصیدہ "لامیہ" معروف بہ "شاطبیہ" میں سات قاریوں اور ان کے راویوں کے نام نظم کی صورت میں بیان کئے ہیں۔دس قاریوں میں سے تین قاریوں کے نام یہ ہیں:خلف ۔ یعقوب اور یزید بن قعقاع۔

8۔امام ابوجعفر یزید المدنی:

اس کے بارے میں ابن الجزری کا کہنا ہے:"اس کا نام یزید اور والد کا نام قعقاع تھا۔ اس کی کنیت ابو جعفر ہے۔ اس کا تعلق قبیلہ مخزوم سے اور یہ مدینہ کا رہنے والا تھا، وہ اپنے فن میں امام تھا اور اس کا شمار دس مشہور قاریوں اور تابعین میں ہوتا ہے۔ یہ ایک معروف اور جلیل القدر شخصیت ہے"۔اس نے عبد اللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ، عبد اللہ بن عباس اور ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قراءت سیکھی اور انہی کو تصدیق کے لیے

---

[38]۔ ابن السلار الشافعي ،طبقات القراء السبعة ، ج1،ص:274 ۔
[39]۔ ابن السلار الشافعي ،طبقات القراء السبعة ،ج ۱،ص:538 ۔
[40]۔ العسقلانی،تہذیب التہذیب،ج 7،ص:313 ۔
[41]۔ شهاب الدين ابو عبد الله ياقوت بن عبد الله الرومي الحموي ،معجم الادباء =ارشاد الاريب الى معرفة الاديب (بيروت: دار الغرب الاسلامي،1414ھ)، ج5،ص: 185۔
[42]۔ ابن السلار الشافعي ،طبقات القراء السبعة ، ج2،ص:34 ۔

سنائی۔یحیی بن معین کہتا ہے:"ابن قعقاع، قراءت میں اہل مدینہ کاامام تھا اور اسی لیے اس کا نام قاری رکھا گیا، وہ ایک قابلِ اعتماد انسان تھا لیکن اس نے احادیث کم نقل کی ہیں"۔ابن ابی حاتم کا کہنا ہے:"میں نے اس کے بارے میں اپنے والد سے پوچھا تو انہو ں نے جواب دیا: وہ بیان حدیث میں نیک انسان ہے"۔اس نے ۱۳۰ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔[43] امام ابو جعفر یزید المدنی (ابن قعقاع) کی قراءت کے دو راوی "عیسیٰ" اور "ابن جماز" ہیں۔

عیسیٰ: اس کے والد کا نام "وردان" اور کنیت ابو الحارث تھی۔ یہ مدینہ کا رہنے والا حذاء کے نام سے مشہور تھا۔ابن الجزری کا کہنا ہے:"عیسیٰ، قراءت کااستاد اور امام تھا۔ یہ راوی حدیث، محقق، قوی حافظہ رکھنے والا محتاط انسان تھا"۔اس نے قراءت شروع میں ابوجعفر اور شیبہ سے اور بعد میں نافع سے سیکھی۔دانی اس کے بارے میں لکھاہے:"عیسیٰ، نافع کے پرانے اور جلیل القدر شاگردوں میں سے ہے۔نقلِ حدیث اور سند میں یہ نافع کا شریک رہا ہے۔،،میرے خیال میں عیسیٰ کا سن وفات ۱۶۰ھ ہے۔[44]

سیدناابن جماز: اس کا نام سلیمان اور والد کا نام مسلم بن جماز تھا، اس کی کنیت ابوالربیع تھی۔ یہ قبیلہ زہرہ کا آزاد کردہ تھا اور اس نے مدینہ کو اپنا وطن بنایا۔ابن جزری کا کہنا ہے:"یہ قرأت کا استاد اور جلیل القدر ہونے کے ساتھ ساتھ مضبوط حافظہ کا مالک تھا۔کتب "الکامل" اور "المستنیر" کے مطابق اس نے شروع میں قراءت ابو جعفر اور شیبہ سے سیکھی اور بعد میں تصدیق کے لیے نافع کو سنائی ۔ میرے خیال میں اس نے ۱۷۰ھ کے بعد وفات پائی۔[45]

یادرہےکہ اب تک جن دس قاریوں اور ان کے راویوں کا ذکر کیاگیا ہے، سوانح نگاروں میں انہیں کی شہرت ہےلیکن ان مذکورہ طریقوں کے علاوہ جن قراءتوں کی روایت کی گئی ہے وہ مدون شکل میں نہیں ہیں۔ان دس قاریوں کے دیگر راویوں کے بارے میں سوانح نگاروں میں اختلاف پایا جاتا ہے جس کی طرف اس سے قبل اشارہ کیا جاچکا ہے۔ اس لیے اس کا ذکر یہاں نہیں کررہے۔

9۔امام یعقوب الحضرمی:

اس کا نام یعقوب، والد کا نام اسحاق اور اس کی کنیت ابو محمد ہے، یہ قبیلہ حضرمی کا آزاد کردہ اور بصرے کا رہنے والا تھا۔اس کے بارے میں ابن الجزری کا کہنا ہے:"یہ دس قاریوں میں سے ایک ہے"۔یعقوب کا کہنا ہے:"میں نے سلام سے ڈیڑھ سال اور شہاب بن شرنفۃ مجاشعی سے پانچ دن قراءت سیکھی۔ شہاب نے نو دن مسلمہ نے محارب المحاربی سے اور مسلمۃ نے ابی الاسود دؤلی سے اور اس نے امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے قراءت سیکھی"۔اس نے ۲۰۵ھ میں ۸۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔[46] اس کے بارے میں احمد اور ابو حاتم کا کہنا ہے:"یہ صادق انسان تھا"۔ابن حیان نے بھی اسے قابلِ اطمینان افراد میں شمار کیا ہے لیکن ابن سعد کا کہنا ہے:"علمائے رجال کی نظر میں یہ کوئی پایہ کا محقق نہیں ہے"۔[47]

اس کی قراءت کے دو راوی "رویس" اور "روح" ہیں۔رویس: اس کا نام محمد، والد کا نام متوکل معروف بہ لؤلؤ تھا۔ اس کی کنیت ابو عبد اللہ تھی اور یہ بصرہ کا رہنے والا تھا۔ابن الجزری کا کہنا ہے:"یہ قراءت میں استاد اور مضبوط حافظہ کا مالک تھا۔ فن قراءت میں اسے خاصی مہارت اور شہرت حاصل تھی۔ اس نے یعقوب حضرمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے قراءت سیکھی اور تصدیق کے لیے اسی کو سنائی"۔علامہ الدانی کا کہنا ہے:

"یہ یعقوب کے ماہر شاگردوں میں سے تھا"۔اس سے محمدبن ہارون تمار اور امام ابو عبد اللہ زبیر بن احمد زبیری شافعی نے قراءت نقل کی ہے۔اس نے

---

[43]۔ ابن السلار الشافعي ،طبقات القراء السبعة ، ج2،ص:382 ۔
[44]۔ ابن السلار الشافعي ،طبقات القراء السبعة ، ج1،ص:616 ۔
[45]۔ ابن السلار الشافعي ،طبقات القراء السبعة ، ج1،ص:315 ۔
[46]۔ ابن السلار الشافعي ،طبقات القراء السبعة ،ج2،ص:38 ۔
[47]۔ العسقلانی،تہذیب التہذیب،ج 11،ص:382 ۔

۳۳۸ھ میں وفات پائی۔[48] روح: اس کی کنیت ابو الحسن، والد کا نام عبد المؤمن اور تعلق قبیلہ ہذل سے تھا اور یہ اسی قبیلے کا آزاد کردہ اور بصرے کا رہنے والا تھا، اس کا شمار دانشمندان علم نحو میں ہوتا تھا۔اس کے بارے میں ابن الجزری کا کہنا ہے:"وہ قراءت میں استاد او رجلیل القدر شخصیت تھا، وہ موثق اور قوی حافظہ کا مالک تھا"۔اس نے قراءت امام یعقوب حضرمی سے سیکھی اور اس کا شمار یعقوب کے نامور شاگردوں میں ہوتا تھا۔ اس نے ۲۳٤ھ یا ۲۳۵ھ میں وفات پائی۔[49]

10۔ امام خلف بن ہشام الکوفی:

امام خلف کے حالاتِ زندگی کو امام حمزہ الکوفی کے حالات کے ذیل میں بیان کئے جاچکے ہیں۔ اس کی قراءت کے راوی "اسحاق" اور "ادریس" ہیں۔سیدنااسحاق کےحالات: اس کے بارے میں ابن الجزری کا کہنا ہے:"اسحاق کے والد کا نام ابراہیم بن عثمان بن عبد اللہ اور اس کی کنیت ابو یعقوب تھی۔ اصل میں یہ مروز کا باشندہ تھا اور بعد میں اس نے بغداد کو اپنا وطن بنالیا۔یہ خلف کی قراءت کا ناقل، اس کے کتابخانے کا مسؤل اور قابلِ اعتماد انسان تھا"۔اس نے ۲۸٦ھ میں وفات پائی۔[50]

سیدنا ادریس کےحالات: اس کے بارے امام ابن الجزری کا کہنا ہے:"ا س کا نام ادریس اور اس کے والد کا نام عبد الکریم حداد تھا۔ اس کی کنیت ابو الحسن تھی اور یہ بغداد کا رہنے والا تھا، یہ علم القراءت کا امام،مضبوط حافظہ کا مالک اور قابلِ اطمینان انسان ہے، اس نے قراءت خلف بن ہشام سے حاصل کی "دار قطنی سے جب اس کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا:"باوثوق بلکہ اس سے بھی بہتر ہے"۔ اس نے ۲۹۲ء میں وفات پائی۔[51]

محاصلِ کلام:

یاد رہےکہ اس مختصر مقالہ میں قراءِ عشرہ متواترہ کی مختلف قراءات کا تحقیقی مطالعہ کیاگیاہے۔اور تمام قراءِ کرام کا تعارف اور حالاتِ زندگی کو مفصل بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے دُو دُو مشہور راویوں کے حالاتِ زندگی کوبھی مفصل بیان کیاگیاہے۔خاص کر قراءِ عشرہ متواترہ کو ترتیب کے اعتبارسےپہلے قراءِ سبعہ اور ان کے راویوں کو ذکر کرنے کےساتھ ساتھ قراءِ ثلاثہ اور ان کے راویوں کو بھی بروئے کا ر لایا گیا۔یہ ایک حقیقت ہےکہ مذکورہ قاری حضرات قراءات کی روایت کرنے میں اعلیٰ پائے کامقام رکھتے ہیں۔یہ حضرات رواتِ قراءات کے ساتھ ساتھ رواتِ احادیث میں بھی قابلِ تعریف ہیں۔اور یہ زیادہ تر ان احادیث کی روایت کرنے میں صلاحیت رکھتے ہیں جو عام طورپرمختلف قراءاتِ قرآنیہ سے متعلق ہیں۔یہ بھی یادرہےکہ ان حضرات کو محدثین میں شمار نہیں کیاجاسکتا بلکہ اختلاف ِقراءات کی روات یعنی علوم القرآن میں مہارتِ تامہ رکھتے ہیں۔لہٰذا رواتِ حدیث میں ان پر جرح کرنا مناسب نہیں ہے،البتہ اس مقالہ میں ایک ان قراء کرام کی رواتِ قراءات کے ساتھ ساتھ ،رواتِ احادیثِ مبارکہ کا بھی بوقتِ ضرورت اور بقدرِ ضرورت تذکرہ کیا گیاہے۔درحقیقت یہ وہ شخصیات ہیں جن کی خدمات عالمِ اسلام میں قابلِ تعریف ہونے کےساتھ ہمارے لیے باعثِ فخربھی ہیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی دینی خدمات کو اپنے بار گاہ میں شرفِ قبولیت عطافرماکر دنیا اور آخرت میں اجرِ عظیم عنایت فرمادیں۔

----

[48]۔ ابن السلار الشافعي ،طبقات القراء السبعة ، ج 1،ص:234 ۔
[49]۔ ابن السلار الشافعي ،طبقات القراء السبعة ، ج 1،ص:285 ۔
[50]۔ ابن السلار الشافعي ،طبقات القراء السبعة ، ج 1،ص: 155۔
[51]۔ ابن السلار الشافعي ،طبقات القراء السبعة ، ج1،ص:154 ۔